OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

دعوت وتبلیغ میں خواتین اسلام کا کردار (عہد رسالت کا خصوصی مطالعہ)

The Role of Women in Islam in Propagation and Propagation (Special Study of the Prophetic Era)

Dr. Hafiz Ghulam Anwar Panhwar Al-Azhari
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University Khairpur Sindh Pakistan
Email: anwaralazhari@gmail.com

Dr. Nighat Akram
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Poonch Rawalakot.
Email: nighatakram@upr.edu.pk

Majid Nawaz Malik
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi, Karachi, Pakistan.
Email: majidnawaz88@gmail.com

Received on: 09-07-2024 Accepted on: 15-08-2024

Abstract

History has witnessed that women have always actively participated in the propagation of Islam along with men and have not missed a single moment in spreading the religion of Islam. The pages of history are full of great achievements of eminent women in promoting da'wah and propagation. Among them, the mothers of the believers and companions such as Hazrat Khadija al-Kubra (may Allah be pleased with her), Hazrat Aisha Siddiqah (may Allah be pleased with her), Hazrat Fatima al-Zahra (may Allah be pleased with her), Hazrat Sumayyah (may Allah be pleased with her), Hazrat Umm-Umarah (may Allah be pleased with her), Hazrat Safiyyah (may Allah be pleased with her), Hazrat Umm-Salmah (may Allah be pleased with her), Hazrat Asma (may Allah be pleased with her), Hazrat Fatima bint al-Khattab (may Allah be pleased with her) are among the foremost. These women were so passionate about da'wah and propagation that many of the great companions of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon them) were influenced by their da'wah and embraced Islam. In carrying out this duty, women were subjected to oppression and persecution. They had to cut off ties with their relatives and even had to say goodbye to their families to protect their faith. However, they patiently and steadfastly faced all kinds of hardships and sufferings that came in the way of truth and did not hesitate to sacrifice their lives for the advancement of Islam.

Keywords: Islam, women, da'wah, propagation, achievements, moment.

موضوع تحقیق کا تعارف و پس منظر:

خواتین نوعِ انسانی کا نصف حصہ ہیں تو وہ انسانی معاشرے کا ایک لازمی اور قابل احترام کردار ہیں۔اسلام نے خواتین کے لیے اجر و ثواب اور خدمات وطاعت کے وہ مواقع رکھے ہیں جو مردوں کے لیے ہیں۔قرآن کریم کا اعلان ہے:" مَنْ عَمِلَ صَـالِحاً مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَـنِ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ"[1]یعنی جس نے نیک عمل کیا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اس حال میں کہ وہ مومن ہو، تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم انھیں ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعوتی و تبلیغی جدوجہد کا مرکز جس طرح مردوں کو بنایا، اسی طرح عورتوں کو بھی بنایا۔آپ کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں جس طرح خدا پرستی کا مثالی جذبہ مردوں میں پیدا ہوا اسی طرح خواتین میں بھی انقلابی روح پیدا ہوئی۔رسول اللہ سے تربیت جس طرح صحابہؓ نے پائی اس طرح صحابیاتؓ بھی رسول اللہ کے فیض صحبت اور ان کی مثالی تربیت کے زیور سے آراستہ پیراستہ ہو کر دیگر خواتین کے لیے نجوم ہدایت بن گئیں تو اگر ہماری عورتوں کے سامنے اسلام کی ان برگزیدہ خواتین کا نمونہ پیش کر دیا جائے تو ان کی فطری لچک ان سے اور زیادہ متاثر ہو سکے گی اور موجودہ دور کے مؤثرات سے بے نیاز ہو کر خالص اسلامی اخلاق، اسلامی معاشرت اور اسلامی تمدن کا نمونہ بن جائے گی۔آج جب کہ زمانہ بدل رہا ہے، یورپی تمدن اور مغربی طرز معاشرت سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی بے زاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ایسے حالات میں اسلام کی قدیم تاریخ مسلمان عورت کا بہترین اور اصلی نمونہ پیش کرتی ہے۔فروغ اسلام میں خواتین کا ہمیشہ معیاری اور شاندار کردار رہا ہے۔

تاریخ اسلام کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اولین کا شرف حاصل کرنے والے صحابہ کرام کے ساتھ صحابیات اس فضیلت میں برابر کی شریک ہیں اور نہ صرف شریک ہیں تو بلکہ بعض جہات سے ان پر ترجیح بھی رکھتی ہیں تو چنانچہ یہ شرف تمام لوگوں میں ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ کو حاصل ہے کہ وہ سب سے پہلے اور بغیر کسی کدو کاوش اور بغیر کسی جبر واکراہ کے اسلام قبول کرنے اور نبی کریم کے بعد امت میں سب سے پہلے اللہ تعالی کے سامنے سر جھکانے والی بن گئیں۔گویا اسلام میں سب سے بڑی فضیلت "تقدم فی الاسلام" بڑوں میں حضرت ابو بکر صدیق، بچوں میں حضرت علی المرتضی، غلاموں میں حضرت زید اور عورتوں میں حضرت خدیجہ الکبری کو حاصل ہوئی۔ تقدم فی الاسلام کے بعد سب سے بڑا شرف "تقدم فی الھجرہ"(پہلے ہجرت کرنا) ہے۔اس میں صحابۂ کرامؓ کے ساتھ ہجرت کرنے والی تمام مہاجرات خواتین صحابیات، مہاجر صحابہؓ کی شریک ہیں تو اسلام میں سب سے پہلی ہجرت ہجرت حبشہ ہے اور اس ہجرت میں ایک صحابیہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کو وہ شرف حاصل ہوا کہ جس پر تمام صحابہ رشک کرتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ آفتاب رسالت سے پہلے دن جو شعاع افق عالم پر چمکی ،اُس کی پہلی کرن ایک خاتون پر پڑی۔

اسلام عورت کا مقام:

اسلام نے عورت کو بحیثیت ماں، بہن، بیوی، بیٹی نہ صرف پاکیزگی و تقدس اور عظمت و رفعت جیسی عظیم نعمتوں سے سرفراز کیا بلکہ اسے ذلت

و رسوائی کی عمیق گہرائیوں سے نکال کر اعلیٰ درجات پر متمکن کیا اور ان تمام قبیح رسومات کا خاتمہ کیا جو عورت کے انسانی وقار کے خلاف تھیں۔ اسلام نے عورت کو مرد کی طرح معاشرے کا باعزت شہری بنا کر اسے تمام حقوق عطا کیے اور واضح اعلان کیا کہ تکوینِ انسانی میں دونوں ایک جان سے پیدا کیے گئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفۡسٖ وَٰحِدَةٖ وَخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالٗا كَثِيرٗا وَنِسَآءٗ﴾[2]

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتداء) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے بکثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا۔

اسلام نے عورت کو مختلف نظریات و تصورات کے محدود دائرے سے نکال کر چاروں حیثیتوں سے باعثِ تکریم بنایا۔ جیسے عورت کی بحیثیت ماں خدمت و اطاعت اور حسنِ سلوک کرنے کی تاکید کی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُـولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُـولَ اللهِ! مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْـنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ. قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّك قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ.[3]

ایک آدمی حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تمہاری والدہ، عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تمہاری والدہ، عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تمہاری والدہ، عرض کیا: پھر کون ہے؟ فرمایا: تمہارا والد۔

عورت کو بحیثیت بیٹی زندہ در گور ہونے سے نجات دلا کر اس کی اچھی پرورش کو کارِ ثواب اور حصولِ جنت کا ذریعہ قرار دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى فَلَمْ يَئِدْهَا، وَلَمْ يُهِنْهَا، وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا -قَالَ يَعْنِي الذُّكُورَ- أَدْخَلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ[4]

جس شخص کی بیٹیاں ہوں، سو وہ نہ تو انہیں زندہ در گور کرے، نہ ہی ان کی اہانت کرے، اور نہ ہی بیٹوں کو ان پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

عورت کو بحیثیت بہن عزت و احترام عطا کر کے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو موجبِ جنت قرار دیا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ، أَوِ ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ، فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ.[5]

جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں، وہ ان سے اچھا سلوک کرے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اس کے لیے جنت ہے۔

عورت کو بحیثیت بیوی تمام قانونی اور سماجی حقوق عطا کرتے ہوئے اس سے عمدہ برتاؤ کرنے کو ایسا وصف قرار دیا گیا ہے، جس سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا.[6]

ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان اس شخص کا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہیں۔

دعوت و تبلیغ ایک عظیم فریضہ:

دعوت و تبلیغ ایک ایسا فریضہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اِعلانِ نبوت کے اوّل روز سے لے کر آخری سانس تک اس میں کوئی اِنقطاع واقع نہیں ہوا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد یہ اہم ذمہ داری اُمتِ مسلمہ کو منتقل کر دی گئی۔ یہ ایک ایسی بدیہی حقیقت ہے جس سے تا قیامت سبک دوش نہیں ہوا جا سکتا۔ یہ فریضہ مرد اور عورت کے درمیان کسی تفریق کا حامل نہیں ہے۔ عورت کی ذمہ داری صرف اُمورِ خانہ داری، شوہر اور بچوں کی خدمت تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ فریضۂ اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر میں وہ مرد کے ساتھ یکساں شامل ہے۔ اس پر قرآنِ حکیم شاہد ہے:

﴿وَٱلْمُؤْمِنُونَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ﴾[7]

ترجمہ: اور اہلِ ایمان مرد اور اہلِ ایمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔

مذکورہ آیت مبارکہ کی رُو سے مرد کے ساتھ دین کی ترویج و اقامت میں عورت کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

جنت کی بشارت پانے والی صحابیات:

صحابیات مبشرات سے مراد وہ عظیم المرتبت خواتین ہیں جنہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی۔ ان صحابیات مبشرات میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنتِ رسول ﷺ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر صدیق، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عمر بن الخطاب، حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب، حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنتِ رسول ﷺ، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول ﷺ، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنتِ رسول ﷺ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر، حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا، حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا، حضرت رُمیصہ رضی اللہ عنہا بنت ملحان، حضرت اُم زفر رضی اللہ عنہا اور قبیلہ جہینہ کی خاتون صحابیہ شامل ہیں۔

دعوت و تبلیغ میں خواتین کا کردار:

ذیل میں خواتین اسلام کا دعوت و تبلیغ میں کردار ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا:

ان خواتین اسلام میں سر فہرست حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کا نام آتا ہے۔ اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضور نبی

اکرم ﷺ کی پہلی رفیقۂ حیات تھیں۔ آپ کی حیات مبارکہ فہم و فراست، ہمدردی و خیر خواہی اور بلند اخلاق کی عظیم مثال ہے۔ وادی مکہ میں جب حضور نبی اکرم ﷺ نے فریضہ نبوت ادا کرنے کے لیے صدائے حق بلند کی تو آپ ﷺ کی تائید میں سب سے پہلے لبیک کہنے والی آواز سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے پہلی وحی کے موقع پر بلا تامل آپ ﷺ کے ہادیِ برحق ہونے کی نہ صرف شہادت دی بلکہ آغازِ اسلام میں آپ ﷺ کی سب سے بڑی معین و مددگار ثابت ہوئیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہر قسم کے روح فرسا مصائب کو ہمیشہ نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور آپ ﷺ کی رفاقت اور جاں نثاری کا حق ادا کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سیرت ابن ہشام میں ہے:

وَكَانَتْ لَهُ وَ زِيْرَ صِدْقٍ عَلَى الْإِسْلَامِ.[8]

ترجمہ: وہ اسلام کے متعلق آپ کی سچی مشیرۂ کار تھیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تاحیات اپنے غیر مسلم اَعزاء و اَقارب کے طعن و تشنیع کی پرواکیے بغیر دعوت و تبلیغ دین میں حضور نبی اکرم ﷺ کا دست و بازو بنی رہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ تین سال شعبِ اَبی طالب میں محصور رہ کر تکالیف اور مصائب برداشت کیے۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا:

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کے بعد اہل قبیلہ نے آپ رضی اللہ عنہا پر مصائب و آلام اور آفات و بلیات کے پہاڑ توڑے جن کو آپ رضی اللہ عنہا نے نہ صرف صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کیا بلکہ دینِ اسلام پر بھی ثابت قدم رہیں۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو ازواج مطہرات میں یہ فضیلت حاصل ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد سب سے پہلے آپ رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں۔ اطاعت و فرمانبرداری میں آپ رضی اللہ عنہا تمام ازواج مطہرات سے ممتاز تھیں اور امہات المؤمنین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سوا دیگر سب سے بڑھ کر سخاوت اور فیاضی میں مشہور و معروف تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا مؤثر دعوت و تبلیغ کے لیے سماجی کاموں اور خدمتِ خلق میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ آپ کے پاس جو کچھ ہوتا اسے نہایت فراخ دلی سے حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتیں۔ امام محمد بن سیرین سے روایت ہے:

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی، لانے والے سے پوچھا، اس میں کیا ہے؟ اس نے کہا: درہم۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کھجور کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر اسی وقت سب درہم تقسیم کر دیے۔[9]

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے تادمِ آخر فروغِ اسلام کے لیے اپنا مال فیاضی سے خرچ کیا اور آپ رضی اللہ عنہا کا وصال عہدِ فاروقی کے آخر میں مدینہ طیبہ اور بعض روایات کے مطابق عہدِ امیر معاویہ میں ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

ازواج مطہرات میں جو اعلیٰ و ارفع مقام اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر کو حاصل ہوا وہ قابل رشک ہے۔ آپ

رضی اللہ عنہا حسن صورت و سیرت کا حسین مرقع تھیں اور علمی اعتبار سے خداداد ذہانت و فطانت اور فہم و فراست کا پیکر تھیں۔ عینی شاہد ہونے کی بنا پر آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی اکرم ﷺ کی نجی زندگی اور خانگی اَحوال و معاملات کو بتمام و کمال اُمت تک پہنچایا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علمی کمال کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "خُذُوْا نِصْفَ دِيْنِكُمْ عَنْ هَذِهِ الْحُمَيْرَاءِ."[10]

ترجمہ: تم اپنا آدھا دین اِس حمیراء (یعنی عائشہ) سے حاصل کرو۔ امام زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اگر اِس اُمت کی تمام عورتوں کے جن میں اُمہات المومنین بھی شامل ہوں، علم کو جمع کر لیا جائے تو عائشہ کا علم اُن سب کے علم سے زیادہ ہے۔"[11]

ہم عصر صحابہ کرام اور صحابیات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی علمی استعداد مسلّمہ تھی۔ جلیل القدر صحابہ کرام رجوان اللہ علیہم اجمعین اپنے اختلافی مسائل کو آپ رضی اللہ عنہا کے سامنے پیش کرتے تو آپ رضی اللہ عنہا اپنی بصیرت اور وسعت علمی کی وجہ سے ان مسائل کو حل کر دیتیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں تھی، جس میں خواتین و مرد دونوں شامل تھے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جب بھی ہم صحابہ کو کسی حدیث کے بارے میں مشکل پیش آتی، ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھتے تو ان کے پاس اس کے متعلق ضروری علم پاتے۔[12] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد 48 برس تک عالمِ اسلام کے لیے رُشد وہدایت، علم و فضل اور خیر و برکت کا ایک عظیم مرکز بنی رہیں۔

حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا:

سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ تاریخِ انسانیت کی تمام عفت مآب خواتین کے فضائل و محامد میں آپ رضی اللہ عنہا کی شان سب سے بلند، منفرد اور یکتا دکھائی دیتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے دعوت و تبلیغِ دین میں ہمیشہ اپنے عظیم والد گرامی حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت کا حق ادا کرتے ہوئے پیش آمدہ مصائب و آلام کا بڑی جرأت مندی، شجاعت، ہمت اور متانت سے سامنا کیا اور آپ رضی اللہ عنہا کے پایۂ استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی۔ راہِ خدا میں حضور نبی اکرم ﷺ کے دفاع میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ حرم شریف میں دورانِ نماز سجدے کی حالت میں تھے تو ابو جہل کے کہنے پر عقبہ بن ابی معیط نے اونٹ کی اوجھڑی لا کر حضور نبی اکرم ﷺ کی کمر مبارک پر رکھ دی۔ یہ منظر دیکھ کر ابو جہل اور اس کے ساتھی ہنسنے لگے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی خبر پہنچی تو وہ دوڑتی ہوئی آئیں۔ اپنے معصوم ہاتھوں سے اوجھڑی اٹھا کر دور پھینکی اور اپنے نازک ہاتھوں سے اپنے باباجان کے جسم اقدس کو دھویا اور اپنے والد کی محبت اور احترام میں ان شیاطینِ قریش سے خوب ناراضگی کا اظہار کیا۔ فرمایا: شریرو! احکم الحاکمین تمہیں ان شرارتوں کی ضرور سزا دے گا اور چند سال بعد وہ سب مشرکین غزوۂ بدر میں ذلت کی موت مارے گئے۔[13]

جب کفارِ مکہ نے ظلم کی انتہا کرتے ہوئے بنو ہاشم کو تین سال کے لیے شعبِ ابی طالب میں محصور کیا تو اس وقت سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا کی

عمرِ مبارک 12 سال تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی معیت میں بھوک، پیاس اور مصائب و آلام برداشت کرنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کا جسمِ اقدس نحیف اور ناتواں ہو گیا جس کے اثرات تاحیات رہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے دعوت و تبلیغ کے فروغ میں دیگر صحابیات کی طرح ہمیشہ غزوات میں بھی نہایت خوش اُسلوبی سے خدمات سرانجام دیں۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے دعوت و تبلیغ کے فروغ میں بطور ماں بھی اپنے فرائض بطریقِ احسن سرانجام دیے اور اپنے بچوں کی تربیت اس نہج پر کی کہ انہوں نے دینِ اسلام کی بقا کی خاطر قربانی کی ایسی تاریخ رقم کی اور کمالات کے ایسے اعلیٰ مدارج پر فائز ہوئے جو تاابد اہلِ عالم کے لیے قابلِ تقلید ہیں۔

حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا:

حضرت صفیہ بنتِ عبد المطلب حضور نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اَخیافی ہمشیرہ (وہ بھائی بہن جو ایک ماں اور مختلف باپوں سے ہوں) اور جلیل القدر صحابیہ ہیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اسلام اور پیغمبرِ اسلام سے حد درجہ محبت کا جذبہ رکھتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نہ صرف لوگوں کو اسلام کی جانب مائل کرتیں بلکہ عملی طور پر خود بھی ہر معرکہ میں شریک ہوتیں۔ ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جنگِ اُحد میں جب مسلمان شکست کھا کر بھاگے تو آپ رضی اللہ عنہا نیزہ لے کر لوگوں کو روکنے لگیں اور کہنے لگیں: تم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ رہے ہو![14]

غزوۂ خندق میں آپ رضی اللہ عنہا نے بہادری کا ایسا کارنامہ سرانجام دیا جو اپنی مثال آپ ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں وہ پہلی خاتون ہوں جس نے کسی مرد کو قتل کیا، میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بلند قلعہ میں تھی اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ عورتوں اور بچوں میں موجود تھے۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ خندق کھود رہے تھے، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہمارے قریب سے ایک یہودی گزرا اور وہ قلعہ کا چکر لگانے لگا۔ میں نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ یہودی قلعہ میں ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور مجھے خدشہ ہے کہ یہ ہمارے بارے میں اطلاع کر دے گا۔ حضور نبی اکرم ﷺ اور دیگر صحابہ دیگر ضروری اُمور میں مشغول ہیں۔ اس لیے آپ اس کی طرف جائیں اور اسے قتل کر دیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بنتِ عبد المطلب! بخدا! آپ اچھی طرح جانتی ہیں، میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب انہوں نے ایسا کہا اور میں نے ان کے پاس کوئی شے بھی نہ دیکھی تو میں نے چپکے سے قلعے کا ایک ستون لیا اور قلعہ سے اتر کر اس شخص کو اس ستون کے ساتھ مارا، یہاں تک کہ میں نے اسے قتل کر دیا اور واپس قلعہ میں آ گئی۔[15] یوں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی شجاعت اور بہادری نے مسلمان عورتوں اور بچوں کو یہودیوں کے ظلم و ستم سے نجات دلائی۔ چنانچہ حضور نبی اکرم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کو مالِ غنیمت سے حصہ عطا فرمایا۔

حضرت زینب بنتِ علی رضی اللہ عنہا گلستانِ نبوت کا مہکتا پھول اور درخشندہ ستارہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے نانا کے دین کی خاطر راہِ

دعوت و عزیمت میں قربانیوں کے ایسے اَن مِٹ نقوش ثبت کیے کہ آج بھی تاریخِ طبقۂ نسواں آپ رضی اللہ عنہا جیسے عظیم کردار کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے عہد خلافت میں کوفہ کو اپنا مستقر بنایا تو سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نہایت تن دہی سے خواتین کو دعوت و تبلیغ کرنے میں مشغول ہو گئیں۔ درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کے علم و فضل کا شُہرہ جلد ہی گرد و نواح میں پھیل گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حق گوئی و بے باکی اور صبر و استقامت سے خود کو داعیانِ حق کے لیے ہمیشہ مشعلِ راہ بنایا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے دعوت دین کی راہ میں پے درپے اس قدر غم اُٹھائے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت ہی اُم المصائب مشہور ہو گئی۔

60ھ میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور اپنے اہل و عیال کی معیت میں کوفہ روانہ ہوئیں۔ وہاں اَہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا گیا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد پُر آشوب لمحات میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے اہل خانہ اور دیگر خواتین کی دلجوئی کر کے اُن کی ہمت بندھائی اور قافلہ حسینی کی قیادت کی۔

یزید کے دربار میں سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے جو خطبہ دیا وہ آج بھی تاریخ کے صفحات میں زندہ و جاوید ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے باطل کے چہرے سے نقاب ہٹا کر حق و باطل کے درمیان امتیاز قائم کیا۔

حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا:

حضرت اُمِ شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا کا نام عزیہ بنت جابر بن حکیم تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا شمار نہایت عظیم المرتبت صحابیات میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہایت صالح فطرت سے نوازا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے بغیر کسی تامل کے حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر دعوتِ حق کی پہلی آواز پر لبیک کہا۔ اہل قبیلہ نے راہِ حق پر چلنے کی پاداش میں آپ رضی اللہ عنہا کو سخت اذیتیں پہنچائیں۔ حضرت اُمِ شریک رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کرنے کے بعد نہایت تن دہی سے قریش کی دیگر عورتوں کو دعوتِ دین دے کر داخلِ اسلام کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی تبلیغی سرگرمیوں پر بھی آپ رضی اللہ عنہا کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا۔ ابن الاثیر لکھتے ہیں:

وہ مکہ کی گلیوں میں گشت کرتی تھیں اور خفیہ طور پر قریش کے گھروں میں جا کر ان کی خواتین کو اسلام کی جانب مائل کرتیں اور دعوتِ حق دیتیں۔ جب قریش کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اُمّ شریک رضی اللہ عنہا کو مکہ سے نکال دیا اور پھر وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلی گئیں۔[16] حضرت اُمِ شریک رضی اللہ عنہا نے دعوت و تبلیغِ دین میں بے پناہ مظالم برداشت کرنے کے باوجود ہمیشہ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور مال و دولت دینِ حق کے لیے وقف کیے رکھا۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا:

حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا کا نام برکتہ بنت ثعلبہ بن عمرو ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔ آپ رضی اللہ

عنہا کا شمار ان خوش نصیبوں میں ہوتا ہے جنہیں حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد قبولِ اسلام میں تقدم کی سعادت نصیب ہوئی۔ جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو آپ رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ تھیں۔ حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا نے اشاعتِ اسلام میں مختلف غزوات میں شریک ہو کر بہادری کے جوہر دکھائے۔ غزوہ اُحد میں ایسے حالات بھی آئے جب آپ رضی اللہ عنہا نے میدانِ جنگ سے فرار ہونے والوں کو دوبارہ جنگ پر آمادہ کیا۔[17]

حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا فروغِ دین میں نڈر اور جرأت کا روشن ستارہ تھیں۔ جہاں آپ رضی اللہ عنہا میدانِ جنگ سے فرار ہونے والوں کے جذبات کو ابھارتیں وہاں آپ رضی اللہ عنہا زخمیوں کی دیکھ بھال کا فریضہ بھی بخوبی سرانجام دیتیں۔ محمد بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا غزوۂ اُحد اور غزوۂ خیبر میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا زخمیوں کو پانی پلاتیں اور ان کی مرہم پٹی کرتیں۔[18] حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد نہایت مغموم رہنے لگیں۔

حضرت سمیہ بنت خباط رضی اللہ عنہا:

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا بنتِ خباط نہایت بلند پایہ صحابیہ ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات اقدس کا سارا دور حضرت سُمیہ رضی اللہ عنہا کے سامنے گزرا جس کی وجہ سے انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی اعلیٰ سیرت و کردار کا نہایت گہرا اثر قبول کیا۔ آپ ﷺ نے جب دعوتِ حق کا آغاز کیا تو بغیر کسی تامل کے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے دعوت اسلام پر لبیک کہا۔ اس وقت اسلام قبول کرنے والوں میں آپ رضی اللہ عنہا کا ساتواں نمبر تھا۔ اسلام کا یہ ابتدائی دور مسلمانوں کے لیے بڑا پُر آشوب تھا۔ لہٰذا جو شخص بھی اسلام قبول کرتا، مشرکین کے لرزہ خیز ظلم و ستم کا نشانہ بن جاتا اور اس ظالمانہ کارروائی میں وہ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں، مردوں اور عورتوں کا بھی لحاظ نہیں رکھتے تھے۔

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے بھی راہِ حق میں اپنے ضعف اور کبر سنی کے باوجود مشرکین مکہ کی انسانیت سوز تکالیف کو جھیلا۔ کبھی آپ رضی اللہ عنہا کو لوہے کی زِرہ پہنا کر صحرا کی گرم ریت پر لٹایا جاتا تو کبھی گرم سلاخ سے آپ رضی اللہ عنہا کے جسم کو داغا جاتا اور کبھی کھولتے پانی میں غوطے دیئے جاتے۔ ان تمام مصائب کے باوجود آپ رضی اللہ عنہا کے قدم جادۂ حق سے ایک لمحہ کے لیے بھی نہ ڈگمگائے، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی جان بھی اسی کارِ خیر کی خاطر قربان کر دی۔ حضرت سُمیہ رضی اللہ عنہا نے دینِ اسلام کی شہیدۂ اوّل کے درجے پر فائز ہوئی۔

حضرت ام سلیم بنت ملحان:

حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا بنت ملحان نہایت سلیم الطبع اور صالح فطرت صحابیہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا شمار انصار کے السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ مہاجرین اور انصار کے درمیان عقد مواخات آپ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا وہ عظیم المرتبت صحابیہ ہیں جنہوں نے کئی جہتوں سے اسلام کی دعوت و سربلندی میں اپنا کردار ادا کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے بے شمار غزوات میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے: حضور نبی اکرم ﷺ جب جہاد کرتے تھے تو آپ ﷺ کے ساتھ حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا اور انصار کی کچھ عورتیں بھی ہوتی تھیں، وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کو دوا دیتیں۔[19] حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا فتح مکہ کے چند ماہ بعد اپنے شوہر کے ہمراہ معرکہ حنین میں والہانہ ذوق و شوق کے ساتھ شریک ہوئیں۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ پامردی سے حضور نبی اکرم ﷺ کے دائیں بائیں لڑ رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہا ہاتھ میں خنجر لیے شمع نبوت پر قربان ہونے کے لیے کھڑی تھیں۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے کئی غزوات میں شرکت کر کے مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کو جنت کی بشارت خود دی۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا:

حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا جلیل القدر انصاری صحابیہ ہیں۔ حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا نے بیعت رضوان، غزوۂ خیبر، عمرۃ القضاء اور غزوۂ حنین جیسے اہم معرکوں میں دینِ حق کی سربلندی کے لیے بہادری کے جوہر دکھائے، تاہم ہجرتِ نبوی کے تیسرے سال معرکہ احد میں آپ رضی اللہ عنہا نے ایسی شجاعت اور جانبازی کا مظاہرہ کیا کہ تاریخ میں خاتونِ اُحد کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ جنگ اُحد میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ارد گرد موجود صحابہ کرام رجوان اللہ علیہم اجمعین ایک ایک کر کے لڑتے اور شہید ہوتے رہے اور ایک ایسا وقت بھی آیا کہ آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے صرف دو، تین صحابی رہ گئے۔ اس صورتِ حال میں آپ رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم ﷺ کی سکیورٹی کرتے ہوئے کفار سے لڑنے لگیں۔ اس دوران آپ ﷺ کے دفاع میں آپ رضی اللہ عنہا کو کافی زخم آئے۔ میدانِ اُحد میں حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کی سکیورٹی کرنے کی گواہی حضور نبی اکرم ﷺ نے خود دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا الْتَفَتُّ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا وَأَنَا أَرَاهَا تُقَاتِلُ دُونِي.[20]

ترجمہ: اُحد کے روز ایک وقت آیا کہ میں اپنے دائیں بائیں جدھر دیکھتا تھا تو میری حفاظت میں اُم عمارہ نسیبہ بنتِ کعب رضی اللہ عنہا ہی لڑ رہی ہوتی تھیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے مذکورہ تحسین آمیز کلمات پر حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ فخر کیا کرتی تھیں اور انہیں اپنی زندگی کا کل سرمایہ سمجھتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جنگ یمامہ میں بھی شرکت کر کے مجاہدانہ کردار ادا کیا۔

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا:

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بنتِ معوذ کا شمار انصاری صحابیات میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا ہر وقت آپ ﷺ پر اپنی جان نثار کرنے کے لیے تیار رہتی تھیں۔ ہر جنگ میں دادِ شجاعت دینا آپ رضی اللہ عنہا کا خاندانی طرزِ عمل تھا اور یہی وصف آپ رضی اللہ عنہا میں بھی ہمہ تن موجزن تھا۔ حضرت ربیع رضی اللہ عنہا ان خوش قسمت خواتین میں سے تھیں جنہیں حضور نبی اکرم ﷺ غزوات میں لشکرِ اسلام کے ساتھ رکھتے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کئی غزوات میں شرکت کر کے اقامتِ دین کے لیے عملی طور پر خدمات سرانجام دیں۔ اس سلسلے میں آپ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریکِ جہاد تھیں۔ ہم مسلمانوں کو پانی پلاتیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں۔

نیز ہم شہیدوں اور زخمیوں کو مدینہ منورہ پہنچاتی تھیں۔[21] دعوتِ دین کی راہ میں حضرت ربیع رضی اللہ عنہا جیسی عظیم شخصیات کی سیرت و کردار آج کی عورت کے لیے لائقِ تقلید ہے۔

حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ ابو بکر رضی اللہ عنہ بلند اخلاق اور پاکیزہ اوصاف کی حامل صحابیہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی دولت کو نیکی کے کاموں میں بے دریغ صرف کرتی تھیں۔ سفر ہجرت کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے سامانِ سفر تیار کرنے پر آپ رضی اللہ عنہا کو بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے ذات النطاقین کا لقب ملا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے: وقتِ ہجرت میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (اپنے والد ماجد) کے گھر سے حضور نبی اکرم ﷺ کے لیے زادِ راہ تیار کیا۔ لیکن توشہ اور پانی کا مشکیزہ باندھنے کے لیے مجھے کوئی چیز نہیں ملی تھی۔ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ خدا کی قسم! اسے باندھنے کے لیے مجھے اپنے کمر بند کے سوا کوئی چیز نہیں ملتی۔ انہوں نے فرمایا کہ کمر بند کے دو حصے کر لو۔ ایک کے ساتھ توشہ باندھ دو اور دوسرے سے مشکیزہ کا منہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اسی لیے میرا نام (ذات النطاقین) دو کمر بندوں والی پڑ گیا۔[22]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نہایت نڈر تھیں۔ آپ نے رضی اللہ عنہا ابو جہل کے قہر و غضب کے باوجود ہجرت کے راز کو نہاں خانہ دل میں محفوظ رکھ کر بہادری کا مظاہرہ کیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دینِ اسلام کو پھیلانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے نہ صرف فرموداتِ نبوی ﷺ کو سینہ بہ سینہ پھیلایا بلکہ عملی طور پر اعلائے کلمۃ اللہ میں بھی حصہ لیا۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے میں آپ رضی اللہ عنہا کا کردار لازوال ہے۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنتِ یزید کا شمار نہایت دانش مند صحابیات میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا احکام دینیہ میں بنظر عمیق غور و خوض کرنے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں اپنا پیغام دینے میں اپنی مثال آپ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو دین سیکھنے کا اس قدر شوق تھا کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اکثر حاضر ہو کر اکتسابِ فیض کرتیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے نہ صرف علمی لحاظ سے دین کی خدمت کرتے ہوئے طبقۂ نسواں میں احکاماتِ دین کی تبلیغ کی بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کئی جہادی اسفار جیسے غزوۂ خندق، غزوۂ خیبر اور غزوۂ حدیبیہ میں بیعتِ رضوان میں بھی شریک رہیں۔ غزوۂ اُحد آپ کے والد، بھائی، چچا اور چچازاد بھائی نے جام شہادت نوش کی مگر آپ رضی اللہ عنہا صبر واستقامت کا پہاڑ بنی رہیں۔

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا:

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا شمار نہایت جلیل القدر اور عظیم المرتبت صحابیات میں ہوتا ہے۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا قبولِ اسلام کے بعد جب اپنے قبیلہ میں واپس گئیں تو لوگوں کو پیغامِ رسالت پہنچا کر اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی زبان میں چونکہ بہت

تاثیر تھی اس لیے بے شمار لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہا کی تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جنگِ قادسیہ میں ضعیف العمر ہونے کے باوجود حضرت خنساء رضی اللہ عنہا جذبہ جہاد سے ماموراپنے چاروں فرزندانانِ اسلام کے ساتھ میدان جنگ میں موجود تھیں۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا نے دعوتِ حق، تسلیم و رضا اور صبر و تحمل کا ایسا مظاہرہ کیا کہ چشمِ فلک نے کبھی اس کی نظیر نہ دیکھی تھی۔ توکل علی اللہ اور راہِ عزیمت کے باب میں آپ رضی اللہ عنہا کا یہ کردار روشن مثال ہے۔

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا:

حضرت اُمِ ورقہ رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ عظیم المرتبت صحابیہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ہجرت مدینہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ حضرت اُمِ ورقہ رضی اللہ عنہا نے غزوۂ بدر کی تیاری کے موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ سے بغرض جنگی خدمات ساتھ چلنے کی درخواست کی اور خواہش ظاہر کی کہ شاید اللہ تعالیٰ شہادت کا درجہ عطا فرمائے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں رہو، اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت مرحمت فرما دے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ ان کا نام شہیدہ پڑ گیا۔[23]

حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا:

حضرت اُمِ حرام رضی اللہ عنہا بنتِ ملحان نہایت جلیل القدر صحابیہ اور رشتے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خالہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو راہِ خدا میں جہاد کرنے اور رتبۂ شہادت پر فائز ہونے کی آرزو تھی۔ اسی تمنا پر بارگاہِ نبوی ﷺ سے آپ رضی اللہ عنہا کو شہادت کی نوید ملی۔ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ آپ رضی اللہ عنہا کی عزت و تکریم فرمایا کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آپ رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لیے تشریف لے جایا کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہا اُن کے گھر میں قیلولہ فرمایا کرتے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کے لیے شہادت کی دعا بھی فرمائی۔[24] اس بشارت کے بعد شہادت فی سبیل اللہ حضرت اُمِ حرام رضی اللہ عنہا کا نصب العین بن گئی تھی اور آپ رضی اللہ عنہا شدت سے اس وقت کی منتظر رہنے لگیں۔ بالآخر عہدِ عثمانی میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں تاریخ اسلام کا پہلا بحری بیڑا جزیرہ قبرص کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا بھی اپنے شوہر کے ہمراہ اس لشکر میں شامل ہو کر قبرص گئیں۔ اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کر کے پرچم اسلام کو بلند کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے خواب اور پیش گوئی کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کو شہادت کا رتبہ نصیب ہوا۔

درج بالا تمام خواتین اور ان جیسی اور بے شمار داعی و مبلغین خواتین کے کردار آج کے دور میں مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بطور داعی و مبلغ عورت کا کردار پوری کائنات میں اہمیت کا حامل ہے لیکن نفاذ اسلام کے اس عمل کو اپنی ذات سے شروع کرنے کی ضرورت ہے۔

خلاصہ بحث:

تاریخ شاہد ہے کہ تبلیغِ اسلام میں مردوں کے ساتھ عورتوں نے بھی ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور دینِ اسلام کو پھیلانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ فروغِ دعوت و تبلیغ میں تاریخ کے اوراق نامور خواتین کے عظیم کارناموں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان میں اُمہات

المومنین اور صحابیات کرام جیسے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُمِ عمارہ رضی اللہ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا، حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ بنتِ خطاب رضی اللہ عنہا کا شمار صفِ اول میں ہوتا ہے۔ یہ خواتین جذبہ دعوت و تبلیغ سے اس طرح سرشار تھیں کہ بہت سے جید صحابہ کرام رجوان اللہ علیہم اجمعین ان کی دعوت دین سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اس فریضہ کی انجام دہی میں خواتین کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا، انہیں اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق ہونا پڑا حتیٰ کہ انہیں اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر گھر بار کو خیر باد کہنا پڑا مگر انہوں نے راہِ حق میں آنے والے ہر طرح کے مصائب و آلام کا صبر و استقامت سے مقابلہ کیا اور فروغِ اسلام میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔

حوالہ جات

---

1 النحل:97

2 النساء:1

3 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الأدب، باب من أحق الناس بحسن الصحبة، ج:5، ص:2227، حدیث نمبر:5626

4 ابو داؤد، السنن، کتاب الأدب، باب في فضل من عال يتيما، ج:4، ص:337، حدیث نمبر:5146

5 ترمذی، السنن، کتاب البر والصلة، باب ماجاء في النفقة على البنات والأخوات، ج:4، ص:318، حدیث نمبر:1912

6 ترمذی، السنن، کتاب الرضاع، باب ماجاء في حق المرأة على زوجها، ج:3، ص:466، حدیث نمبر:1162

7 التوبہ:71

8 ابن هشام، سیرت نبویہ، ج:2، ص:264

9 عسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج:7، ص:721

10 ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج:8، ص:92

11 طبرانی، المعجم الکبیر، ج:23، ص:184، حدیث نمبر:299

12 ترمذی، السنن، کتاب المناقب، باب فضل عائشة رضی اللہ عنہا، ج:5، ص:705، حدیث:3883

13 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوضوء، باب إذا ألقي على ظهر المصلي، ج:1، ص:94، حدیث نمبر:237

14 ابن سعد، الطبقات الکبری، ج:8، ص:41

15 بیہقی، السنن الکبری، ج:6، ص:308، حدیث نمبر:12552

16 ابن الأثیر، أسد الغابة، ج:7، ص:339

17 حلبی، السیرۃ الحلبیة، ج:2، ص:504

18 ابن سعد، الطبقات الکبری، ج:8، ص:225

[19] مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة النساء مع الرجال، ج:3، ص:1443، حدیث نمبر:1810

[20] عسقلانی، الإصابة في تمييز الصحابة، ج:8، ص:266.

[21] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب هل يداوي الرجل المرأة أو المرأة الرجل، ج:5، ص:2151، حدیث نمبر:5355

[22] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب حمل الزاد في الغزو، ج:3، ص:1087، حدیث نمبر:2817

[23] أبو داود، السنن، کتاب الصلاة، باب إمامة النساء، ج:1، ص:161، حدیث نمبر:591

[24] ابن عبد البر، الإستيعاب، ج:4، ص:1931، حدیث نمبر:4137

References

1. An-Nahl: 97
2. An-Nisa: 1
3. Bukhari, Sahih al-Bukhari, Book of Etiquette, Chapter: Who is the most deserving of good companionship, Vol. 5, p. 2227, Hadith No. 5626
4. Abu Dawud, Sunan, Book of Etiquette, Chapter: The virtue of the one who takes care of an orphan, Vol. 4, p. 337, Hadith No. 5146
5. Tirmidhi, Sunan, Book of Piety and Kinship, Chapter: What was said about spending on daughters and sisters, Vol. 4, p. 318, Hadith No. 1912
6. Tirmidhi, Sunan, Book of Breastfeeding, Chapter: What was said about the woman's right over her husband, Vol. 3, p. 466, Hadith No. 1162
7. At-Tawbah: 71
8. Ibn Hisham, Seerat Nabawiyyah, Vol. 2, p. 264
9. Asqalani, Ibn Hajar, Al-Isabah fi Tamyiz Al-Sahaba, Vol. 7, p. 721
10. Ibn Kathir, Al-Bidaya wa Al-Nihaya, Vol. 8, p. 92
11. Tabarani, Al-Mu'jam Al-Kabir, Vol. 23, p. 184, Hadith No. 299
12. Tirmidhi, Al-Sunan, Book of Virtues, Chapter on the Virtue of Aisha, May Allah be pleased with her, Vol. 5, p. 705, Hadith No. 3883
13. Bukhari, Al-Jami' Al-Sahih, Book of Ablution, Chapter on When It is Thrown on the Back of the Worshipper, Vol. 1, p. 94, Hadith No. 237
14. Ibn Sa'd, Al-Tabaqat Al-Kubra, Vol. 8, p. 41
15. Bayhaqi, Al-Sunan Al-Kubra, Vol. 6, p. 308, Hadith No. 12552
16. Ibn Al-Athir, Asad Al-Ghaba, Vol. 7, p. 339
17. Halabi, Al-Sirah Al-Halabiyah, Vol. 2, p. 504
18. Ibn Saad, Al-Tabaqat Al-Kubra, Vol. 8, p. 225
19. Muslim, Sahih Al-Bukhari, Book of Jihad and Expeditions, Chapter on Women's Battle with Men, Vol. 3, p. 1443, Hadith No. 1810
20. Asqalani, Al-Isabah in Distinguishing the Companions, Vol. 8, p. 266.
21. Bukhari, Sahih Al-Bukhari, Book of Medicine, Chapter on Should a Man Treat a Woman or a Woman Treat a Man, Vol. 5, p. 2151, Hadith No. 5355
22. Bukhari, Sahih Al-Bukhari, Book of Jihad and Expeditions, Chapter on Carrying Provisions in Battle, Vol. 3, p. 1087, Hadith No. 2817
23. Abu Dawud, Sunan, Book of Prayer, Chapter on Women Leading Prayers, Vol. 1, p. 161 Hadith number: 591
24. Ibn Abd al-Barr, Al-Isti'ab, vol. 4, p. 1931, Hadith No. 4137.